عباسی عہد خلافت میں اسلامی تہذیب

۔ عباسی عہد خلافت میں کا ابتدا

بنی عباس کا تعلق حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کی اولاد سے تھا اور اسی دور کو عباسی دور کہتے ہیں۔ نواسہ رسول ﷺ کی شہادت کے بعد حامیان اہل بیت تین حصوں میں بٹ گئے تھے۔ پہلا فرقہ شیعہ (امامیہ)، دوسرا فرقہ زہدیہ، یہاں یہ بات قابل زکر ہے کہ زہدیہ اور شیعہ امامیہ کے عقائد آپس میں ملتے تھے۔ زہد بن زین العابدین کو تسلیم کرنے والے زہدیہ کہلاتے تھے، اور تیسرا فرقہ کیسانیہ تھا۔

بنی عباس کے بر سر اقتدار آتے ہی عربی اقتدار کو سخت دھچکا لگا اور اس کی اجارہ داری ختم ہو گئی۔ عباسی خلفاء نے عربی اور عجمی فرق کو مٹا کر تمام عالم پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے اور اس اقدام کی بدولت جملہ مسلمان اقوام نے انہیں دنیاوی حکمران ہونے کے علاوہ اپنا روحانی پیشوا بھی تسلیم کیا ہے۔ قوت اور اقتدار کے پیش نظر صرف شروع کے آٹھ سال عباسی خلیفے صیحح معنوں میں حکمران کہلانے کے مستحق ہیں اور جب ہم بنی عباس کے ملکی انتظام کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری مراد یہی آٹھ خلفائ ہوتے ہیں باقی صرف عباسی نام کے بادشاہ تھے۔ سلطنت کی باگ ڈور ترک سرداروں اور امیروں کے ہاتھ میں ہوتی تھی، جو اپنی من مانی کرتے خلفائ ان کے نیچے بے بس ہو کر رہ گئے تھے اور حکومت کا نظم و نسق میں انہیں کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

۔ عباسی عہد خلافت میں سلطنت کے انتظامی امور

نظام حکومت کم و بیش وہی تھا جو بنوامیہ کے وقت میں رائج تھا۔ صرف چند شعبوں میں توسیع کی گئی تا کہ کام زیادہ مستعدی اور ہوشیاری سے ہو سکے۔ بنوامیہ کے عباسیہ بھی اپنا جانشین مقرر کرتے اور خلیفہ کی وفات کے بعد جب ولی عہد سلطنت پر فائز ہو جاتا تو سب لوگوں سے دوبارہ بیعت لی جاتی

اسی طرح تمام افراد، سردار، فوجی جرنیل اور دیگر سلطنت کے اراکین ولی عہد کے سامنے پیش ہو کر اس کی اطاعت کا خلف اٹھاتے تھے۔

عباسی عہد خلافت میں وزرا کا تقرر۔

عباسی حکومت بھی شخصی حکومت تھی۔ مجلس شوری کا وجود ناپید تھا لیکن ان لوگوں نے اپنی سہولت کے لیے ایک نیا عہدہ قائم کیا اور سب سے زیادہ قابل شخص کو وزیر مقرر کر کے تمام اختیارات اس کے حوالے کر دیئے۔ وزیر ایک طرف سے خلیفہ کا نائب ہوتا تھا۔ عہدداروں کی تقرریاں و معزولی، بیت المال کی نگرانی اور جاگیروں کی تقسیم وغیرہ سب اس کے ذمے ہوتی تھیں۔ مرکز کے تمام شعبہ جات اس کے ماتحت تصور کیے جاتے تھے۔

شعبہ کتابت براہ راست اس کی نگرانی میں ہوتا تھا۔ ابتدائی میں صرف ایک ہی وزیر ہوا کرتا تھا مگر بعد میں اس محکمہ کے لیے ایک علیحدہ وزیر بنا دیا گیا۔ سب سے بڑے وزیر کو وزیر اعلی، مدار الھام اور امیر الامرائی کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ وزرات کے دوسرے نمبر پر حجابت کا عہدہ ہوتا تھا جس کے لفظی معنی دربان کے ہیں مگر خلفائی عباسیہ کے نزدیک یہ منصب اتنا ممتاز تھا کہ اپنے معتمد خاص کو ہی اس پر فائز کرتے تھے۔ کوئی شخص حجابت کی اجازت کے بغیر خلیفہ سے نہیں مل سکتا تھا اور خلیفہ کا مشیر بھی ہوتا تھا۔

عباسی عہد خلافت میں شعبے۔

مرکزی شعبہ جات کی تقسیم اور طریقہ کار وہی تھا جو بنوامیہ نے قائم کیا تھا۔ البتہ عباسیوں نے چند ایک شعبے قائم کر کے اس کو وسعت دی اور نئے محکموں میں دیوان حکمت، دیوان کتابت اور دار الترجمہ خاص طور پر ممتاز ہیں۔

عباسی عہد خلافت میں مشہور شعبہ جات

عباسی دیوان خراج۔

بیت المال کے مصارف و محاصل مثلاً خراج، زکواۃ، جزیہ، عشر اور ٹیکس وغیرہ کا حساب کتاب تھا۔

عباسی یوان کتابت یا رسائل۔

عہد بنہ عباس میں اس محکمہ کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ شاہی احکامات، سیاسی عہد نامے اور غیر ملکی بادشاہوں کے خطوط کا جواب تحریر کرنا اس شعبہ کے سپرد تھا۔ اس محکمہ میں صرف اعلی تعلیم یافتہ اور خوش نویس لوگوں کو ہی ملازم رکھا جاتا تھا۔

عباسی یوان البریڈ۔

شاہی ڈاک کی روانگی اور خلیفہ کو باخبر رکھنا اس کی ذمہ داری تھی اور ڈاک تیز رفتار گھوڑوں کے ذریعے منزل بمنزل پہنچائی جاتی تھی۔ خلیفہ معتصم کے عہد میں نامہ بر کبوتروں سے بھی ترسیل کا کام لیا جاتا تھا۔ دیوان الزمام غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کرتا، دیوان الاقرمہ نہروں کی حفاظت کرتا اور دیوان العوض کے ماتحت اسلحہ سازی کا کام اور کارخانے تھے۔

عباسی عہد خلافت میں صوبائی نظام

صوبوں کی حکومت گونروں کے ماتحت ہوتی تھی جنہیں خلیفہ خود منتخب کرتا تھا۔ ماتحت عملے کا تقرر گورنر کے اپنی مرضی کے تحت عمل میں آتا تھا۔ پہلے آٹھ خلفائ کی پالیسی یہ تھی کہ کوئی بھی گورنر کسی ایک صوبے میں زیادہ دیر نہ رہتا تھا کہ وہ مستقل اس علاقے کا حاکم نہ بن بیٹھے لیکن بعد میں خلفائ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اکثر گورنر اپنے ماتحت صوبوں میں مستقل قابض ہو گئے اور خلیفہ کو انکے کاروبار میں کوخاص دخل نہ تھا صرف خلیفہ کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا اور ہر سال خراج کی ایک حقیر سی رقم دارالخلافہ میں بھیج دی جاتی تھی۔

عجیب بات یہ تھی کہ ان خود مختار حکومتوں کی سرکشی کو دبانے کی بجائے خلفائ انکی خود مختاری کو تسلیم کر لیتے اور سلطان، ملک، امین الملت و یمین الدولہ وغیرہ خطابات سے بھی سرفراز کرتے۔ غرنوی، سلجوقی و سلیمی حکومتیں اس قسم کی ہی حکومتیں تھیں۔

بنی عباس نے صوبوں کی تقسیم میں ردوبدل کردی۔ کہیں دو صوبوں کو اکٹھا کر دیا اور کہیں ایک صوبے کے حصے بڑے کر دیئے اور ان امیروں کو مامور کر دیا۔

عباسی عہد خلافت میں انصاف۔

عباسی عہد میں عدل وانصاف کا بڑا معقول انتظام تھا۔ غیر مسلموں کے مقدمات ان کے اپنے مذہبی پیشوا سنتے اور فیصلہ کرتے لیکن یہ رعائت صرف دیوانی مقدمات میں حاصل تھی۔ فوجداری کے لیے مذہب وملت کی کوئی خاص خیال نہ رکھا جاتا تھا۔ ہر شہر میں ایک قاضی ہوتا جو ملحقہ قصبوں اور دیہات میں اپنا نائب قاضی مقرر کر دیتا۔ ان نائبوں کو عادل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

بغداد کا قاضی، قاضی القضاد کہلاتا تھا اور اس کی حیثیت موجودہ زمانے کے چیف جسٹس کی سی ہوتی تھی۔ علم وفنون، صنعت وحرفت، بحری بیڑہ محکمہ جاسوسی جیسے محکمے بھی بنائے۔

عباسی عہد خلافت میں فوجی نظام۔

عہد عباسی میں اسلامی فوج تعداد اور سامان کے لحاظ سے دنیا کی بہترین افواج میں شمار ہوتی تھی۔ اموی لشکر فقط عرب سپاہیوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ دیگر عناسر کو بھرتی نہیں کیا جاتا تھا لیکن عباسیوں نے عربیوں کے علاوہ خراسانیوں، ترکوں اور دیگر اقوام کو بھی فوج میں شامل کر لیا جس کی باعث ایک تو لشکر کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا اور دوسرا ہر ملک کے اسلوب جنگ سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ سارا اسلامی لشکر دو افواج پر مشتمل تھا، ایک باقاعدہ فوج اور دوسری رضاکار فوج۔

باقاعدہ فوج تنخواہ دار تھی اور وہ فوجی چھاؤنیوں میں رہتی تھی۔ رضاکار تنخواہ نہیں لیتے تھے بلکہ جہاد کو مذہبی فریضہ سمجھ کر جنگوں میں حصہ لیتے تھے اور ان کو کسی قسم کی پابندی نہیں ہوتی تھی۔ لڑائی کے دوران انکو خوراک اور اسلحہ حکومت کی طرف سے ملتا تھا اور اتنے عرصے کے لیے ان کے بیوی اور بچوں کے لیے روزینہ مقرر ہو جاتا تھا۔ ایک جرنیل دس ہزار لشکر کی کمان کرتا تھا۔

عباسی عہد خلافت میں صنعت و حرفت اور استوار معیشت۔

اس دور میں صنعت و حرفت اور تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہوا. انجینیروں کی مدد سے پہاڑوں سے معدنیات نکلوائی گیئں اور ان کے برتن، سامان حرب اور اسی قبیل کی دیگر اشیائ بنانے کے کارخانے قائم کیے گئے۔

عراق سے اکثر شہروں میں صابون سازی، بنور سازی اور کاغذ سازی کے کارخانے کھولے گئے۔ اسلامی سپین میں مختلف قسم کی مصنوعات تیار کی جاتی تھیں۔ قیمتی پتھر اور موتی نکالے جانے لگے۔ روئی سے کپڑا بنانے کی صنعت نے کمال حاصل کیا۔ ریشمی اور سوتی کپڑا بنانے کے کارخانے قائم کیے گئے۔ غرناطہ کا ریشم پوری دنیا میں مشہور تھا، المدیہ میں شیشے اور کانسی کی صنعتیں لگائی گئ، الگاروا اور جیان میں سونے، چاندی کی مشہور کانیں تھیں۔ طلیطہ میں فولادی تلواریں تیار کی جاتی تھیں۔

اسلامی سپین کی برآمدات پوری دنیا میں بھیجی جاتی تھیں، ہر جگہ انکی مانگ تھی۔ شمالی افریقہ، اٹلی، مصر، یونان اور شام سے خصوصی تجارت ہوتی تھی۔

عہد عباسی خلافت میں علوم وفنون۔

عباسی عہد میں علوم وفنون کو بہت ترقی ہوئی. ہزارہا یونانی، ایرانی اور سنکرت کی کتابوں کے عربی ترجمہ کیے گئے۔ مزید برآن گرائمر، فلسفہ، ریاضی، موسیقی، طب، جغرافیہ اور احادیث کے بارے میں بہت سی قابل قدر کتب تصنیف کہ گئیں۔ تمام بڑے شہروں میں درس وتدریس کے لیے مدارس کھولے گئے۔ چند ایک ایجادیں بھی ہوئیں، جن میں بحری کمپاس اور دوربین قابل ذکر ہیں۔

بنوامیہ کی خلافت اور اسلامی تہذیب اور کارنامے

۔(امیر معاویہ دمشق سلطنت(41ئ تا60ئ

خلفائے راشدین کے دور خلافت میں خلیفہ عام لوگوں کی طرح سادہ لباس پہنتے تھے اور عام سے مکان میں رہتے تھے جو کہ ایک اسلامی تہذیب تھی۔بیت المال سے سوائے روزینے کے جو مجلس شوری نے مقرر کرر کھا تھا کے علاوہ ایک کوڑی زائد نہیں لیتے تھے اور اس کی ساری رقم محتاجوں، یتیموں اور ناداروں پر خرچ ہوتی تھی مگر اموی عہد میں بیت المال خلفائ کا شاہی خزانہ سمجھا جاتا تھااور وہ اس آمدنی کو ذاتی راحت اور آرام وآرائش کے لیے استعمال کرنے لگے۔جو اپنی شان وشوکت کے لحاظ سے قیصر وکسری کے محلوں سے کسی طور کم نہ تھا۔

شاہانہ لباس بھی بڑا قیمتی ہوتا تھا، مگر تمام خامیوں کے باوجود تمام سلاطین امیہ ماسوائے چند ایک کے بڑے پائے کے سیاستدان اور منتظم تھے۔انہوں نے اسلامی حدود کا ہندوستان اور چین سے لے کر سپین اور فرانس تک پہنچا دیا۔مفتوحہ علاقوں کا انتظام اس قدر خوش اسلوبی سے کیا کہ ہمسایہ اقوام رشک کرتی تھیں۔شاہانہ بنوامیہ کے تدبر کا کمال یہ تھا کہ اتنی وسیع سلطنت کو اپنے زیر اقتدار متحد ومنظم رکھا اور کسی علاقے کو خود مختار نہ ہونے دیا

اموی دور خلافت میں بحری فوج اور کشتی سازی۔

امیر معاویہ مشق کے حاکم تھے۔رومیوں کے ساتھ جھڑپیں تو ہوتی رہتی تھیں۔خشکی میں تو مسلمانوں کا پلہ بھاری رہتا لیکن ساحلی علاقوں میں رومی بحری بیڑہ مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا تھا۔امیر نے خلیفہ دوم سے اجازت مانگی کہ بیڑہ بنایا جائے۔مسلمان دستہ بحیرہ احمر میں ڈوب گیا تھا، جس کی وجہ سے خلیفہ نے اجازت نہ دی لیکن عہد عثمانی میں امیر نے اصرار کر کے بحری بیڑے کے قیام کی اجازت حاصل کرلی اور ساحل شام پر جہاز سازی کے متعدد کارخانے کھول دیئے. تھوڑے ہی عرصہ میں200 جہازوں کا ایک چھوٹا سا بیڑہ تیار ہوگیا. جس کی مدد سے رومیوں کو پہلی بار سمندری جنگ میں شکست دی گئی۔

اموی دور خلافت میں فوج کا انتظام۔

بنی امیہ کا عہد فتوحات اور جاہ وحلال کا دور تھا۔اس زمانہ میں فوج کی تعداد کئی گنا زیادہ ہوگئی۔امیر معاویہ کا لشکر ایک لاکھ 80 ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا جس میں شامی 60 ہزار، عراقی 80 ہزار، مصری 40 ہزار، تھے۔اندرونی فسادات کے باوجود متعدد ملک فتح کیئے، جن میں، سندھ، ترکستان، شمالی افریقہ اور اسپانیہ قابل ذکر ہیں۔واسط اور قیرون میں دو نئی چھاؤنیاں بھی قائم کیں۔

اموی دور خلافت میں محکمہ انصاف۔

اس محکمہ کو شعبہ قضاء کہتے تھے۔بنی امیہ کے دور حکومت میں قاضی وقضاء کا کم وبیش نظام ہی رہا۔صرف فرق اتنا تھا کہ قاضیوں کی تعیناتی خلیفہ کے گورنروں کے حکم سے ہونی لگی۔ قاضیوں کے فیصلے اسلامی شریعت کی رو سے قرار پائے۔ قاضیوں کو بڑی تنخواہیں دی جاتی تھیں تاکہ رشوت اور خیانت کی طرف مائل نہ ہوں۔انصاف کے علاوہ اوقاف کے مال کی نگرانی بھی ان کے فرائض میں داخل تھی ۔

رفاہ عامہ کے کام۔

اموی عہد میں خصوصا حضرت عمر بن عبد الغریز کے زمانہ میں رفاہ عامہ کے کام بہت کیئے گئے۔ مسجد نبوی، جامع مسجد، دمشق اور مسجد اقصی کو از سر نو تعمیر کرایا گیا، مدینہ میں پانی کی قلت ختم کرنے کے لیئے چشمہ سے نہر نکال کر شہر کے درمیان فوارہ بنا دیا گیا. سڑکیں بنائی گئیں. کنویں اور سرائیں تعمیر کیئے گئے. شفاخانے، محتاج خانے اور مہمان خانے کھولے گئے۔اپاہجوں اور اندھوں کے لیئے وظیفے مقرر کیئے گئے، متعدد نئے شہر بنائے گئے۔جن میں قیروان، واسط، بلخ اور رملہ خاص طور پر مشہور ہیں۔چوری اور ڈاکے کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔یہاں تک اعلان کر رکھا تھا کہ جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے وہ ہم سے آکر لے جائے۔

اموی دور خلافت میں تعلیم۔

اندرونی شورشوں اور بیرونی فتوحات میں انہماک کے باعث سلاطین بنو امیہ اشاعت اسلام کی جانب کوئی خاص توجہ مبذول نہ کر سکے مگر اس کے باوجود بھی فقہ، حدیث اور تفسیر کی گئی۔ایک کتاب لکھی گئی، علمائ نے احادیث نبوی کے کئی مجموعے تیار کیے۔ولید کے زمانے میں عربی کے حروف پر نقطے اور اعراب لگوائے گئے، جس کی وجہ سے غیر ملکیوں کا عربی پڑھنا آسان ہو گیا۔

امیر معاویہ نے یمنی عالم سے یمن کی تاریخ مرتب کرائی۔ہشام نے ایران کی تاریخ کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا علوم نجوم میں بھی کتابیں لکھی گئی۔اس کے علاوہ نصاب میں دین کو مبضوط کرنے کے لیے دینی کتابیں لازمی قرار دی گئیں۔ریاضی،ھیت،تجوید،تاریخ اور تفسیر یہ کتابیں تھیں۔

اموی دور خلافت میں دیوان البرید۔

یہ مالیاتی شعبہ تھا۔اس کے ذمے گورنمنٹ کے ڈاکخانہ کا محکمہ،محاصل و مصارف کا حساب رکھنا ہوتا تھا۔

اموی دور خلافت ہیں دیوان الخاتم۔

یہ محکمہ بادشاہ کے نامزد کردہ احکام کا ریکارڈ رکھتا اور صوبائی حکومتوں کو انکے مطابق ہدایات روانہ کرتا۔یہ محکمہ امیر معاویہ کے عہد میں قائم ہوا کیونکہ ان دنوں بعض ہوشیار لوگوں نے بادشاہ کی جانب جعلی دستاویزات اور منشورات بنا کر رعایا کو گمراہ کرنا شروع کر دیا تھا۔اس شعبہ کے قیام سے جعلسازیاں بند ہو گئیں کیونکہ ہر ایک فرمان شاہی کی نقول دیوان خانم میں محفوظ ہوتی تھیں۔

اموی دور خلافت میں عربی زبان کا فروغ۔

خلفائے راشدین کے دور میں مصر،شام اور ایران کے تمام دفاتر ملکی زبانوں میں تھے۔ایران میں فارسی،شام میں سریانی اور مصر میں قبطی تھے۔عرب لوگ ان زبانوں سے واقف نہیں تھے۔اس لیے تمام دفتری کاروبار ملک کے مقامی باشندوں کے ہی ہاتھ میں تھا۔خراج کے دفتروں پر یہودی اور عیسائی مسلط تھے۔عبدالمالک کے زمانے میں سارا دفتری کام عربی میں ہونے لگا اور ملکی باشندوں کو ہٹا کر عربی لوگ ملازم رکھے گئے۔نیز ہر جگہ عرب بر سر اقتدار آنے سے بغاوتوں اور سازشوں سے بہت حد تک نجات مل گئی۔

اموی دور خلافت میں قرآن مجید پر اعراب۔

ولید کے زمانے میں کچھ علاقہ جات ایسے تھے۔ جہاں کے لوگ عربی زبان کو نہیں جانتے تھے اور قرآن پاک کو پڑھنے میں بہت غلطیاں ہوتی تھیں اور زیر، زبر اور پیش کی بہت غلطیاں ہوتی تھی۔ خلیفہ وقت نے اس بات کا جائزہ لیا اور قرآن پاک پر نقطے اور اعراب لگائے گئے اور صوبائی حکومتوں میں بھیج دیئے گئے۔

اموی دور خلافت میں حدیث کی جمع آوری۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی زمانے میں باقاعدہ طور پر احادیث شریف کو اکٹھا کر کے پھر ان میں سے قوی احادیث کو حتمی شکل دے دی گئی۔ ضعیف اور باطل احادیث کو کتابوں سے ختم کیا گیا اور یہ بھی بنوامیہ خاندان میں حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ خلافت سب سے سنہری ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق کے نقش قدم پر چلنا اپنا اشعار بنایا۔ عدل وانصاف کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ خلافت راشدہ کی یاد پھر سے تازہ ہوگئی۔

مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کے عہد کو خلافت راشدہ کی ایک کڑی سمجھتی ہے۔ آپ کے اس دور خلافت میں خارجی، فرقہ بھی جو بنوامیہ کا جانی دشمن تھا۔ اس نے بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کو تسلیم کر لیا اور شورشوں سے کنارہ کش ہو کر امن کی زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ کے دور میں غصب شدہ جاگیروں کی واپسی ہوئی۔ ذمیوں کے ساتھ آپ نے بہت نرمی اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ رفاہ عامہ کے کام بہت کیے۔ شراب پر سخت پابندی لگادی۔